تاریخ اہل حدیث ایک مستحسن اقدام

محمد رمضان یوسف سلفی فیصل آباد

تاریخ وہ آئینہ ہے کہ جس کے تناظر میں جھانک کر دیکھیں تو انسانی دنیا کے مذاہب واقوام کی ایک دل کش تصویر دکھائی دے گی۔ کہیں کسی کی فتح ونصرت کے شادیانے بجتے دکھائی دیتے ہیں تو کسی کی ناکامیوں کا نوحہ سنائی دیتا ہے۔ تاریخ کے اوراق میں مختلف مذاہب واقوام کے سپوتوں کے کارناموں کی دل چسپ داستان ہے، تو کہیں قوموں کی تباہی کا سامان کرنے والوں کے قصے رقم ہیں۔ بلاشبہ تاریخ ایک صاف وشفاف آئینہ ہے کہ جس میں مذاہب واقوام کے ماضی کی جھلک نمایاں دیکھی جاسکتی ہے۔ زندہ قومیں ہمیشہ اپنی تاریخ اور ماضی کو سامنے رکھتی ہیں اور پھر اسی کی روشنی میں اپنے حال اور مستقبل کے لئے لائحہ عمل کو تیار کیا جاتا ہے۔

جماعت اہل حدیث کی بھی ایک تاریخ ہے اور یہ اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ خود اسلام۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس جماعت حقہ کے بانی تھے کہ جو حضرت محمد ﷺ کی مبارک احادیث پر تن من دھن سے عمل پیرا ہوئے۔ اس اعتبار سے وہ اولین اہل حدیث تھے۔

برصغیر پاک وہند میں پہلی صدی ہجری کے ابتدائی عشروں میں ہی اسلام آگیا تھا۔ سندھ کے راستے مختلف ادوار میں صحابہ کرام اور تابعین عظام اس خطے میں تشریف لائے۔ وہ لوگ صحیح معنوں میں مسلمان اور کتاب و سنت پر عامل تھے۔ یہاں آکر انہوں نے اسلام کی نشر وترویج اور توحید وسنت کے فروغ کے لئے دعوت وتبلیغ کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ ان کی تبلیغی مساعی سے اس خطہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی اور عمل بالحدیث کو فروغ ملا۔

برصغیر میں اسلام کی آمد کے ابتدائی دور کو دیکھیں تو یہاں خالص اسلام نظر آئے گا۔ یہ سب ان نفوس قدسیہ کی تبلیغی مساعی کا رہین منت ہے، جو سرزمین عرب سے یہاں تشریف لائے، اور یہ لوگ حدیث رسول ﷺ پر عمل کرنے والے، اہل حدیث، تھے۔ ایک عرصے تک یہ سلسلہ خوش اسلوبی سے چلتا رہا۔ جب تقلیدی اور فقہی مذاہب معرض وجود میں آئے، تو ان تقلیدی مذاہب کے مبلغین نے اس خطے کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا محور بنالیا اور پھر رفتہ رفتہ یہاں فقہ حنفی نے فروغ حاصل کرنا شروع کیا۔

برصغیر ہند چوں کہ مختلف مذاہب واقوام پر مشتمل خطہ ہے، اور یہاں کے لوگ ضعیف الاعتقاد بھی ہیں، اور پھر اس خطے میں جو مسلم حکمران گزرے ہیں وہ عام طور پر اسلامی تعلیم سے نا بلد اور عیش پسند قسم کے لوگ تھے

،اور آسانیاں چاہتے تھے،اور فقہ حنفی چونکہ ان کے ذوق سے ہم آہنگ تھی،اس لئے انہوں نے اس تقلیدی مذہب کو پوری طرح سپورٹ کیا۔ان کے اس اقدام کی وجہ سے عمل بالحدیث مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہونے لگا اور اس کی جگہ فقہ حنفی کو ہی اسلامی تعلیم سمجھنے لگے۔

اس سے پہلے کہ یہ خطہ تقلیدی مذاہب کے اندھیروں میں ڈوب جاتا، اللہ تعالی نے جماعت اہل حدیث کی نشأۃ ثانیہ کے لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی صورت میں ایک عظیم مصلح پیدا کیا جنہوں نے یہاں عمل بالحدیث کی طرح ڈالی۔ان کے بعد اسی خاندان کے گل سر سبد مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی،شاہ محمد اسحاق دہلوی اور میاں نذیر حسین محدث دہلوی نے اس کو بام عروج تک پہنچادیا۔آج اس سرزمین کے کونے کونے میں جماعت اہل حدیث کا وجود اور مسلک عمل بالحدیث نمایاں نظر آتا ہے۔یہ بہت بڑی خدمت ہے جو ان عالی قدر بزرگوں نے سرانجام دی۔دیگر ممالک کی طرح پاکستان ہندوستان اور بنگلہ دیش میں بھی جماعت اہل حدیث کے افراد پوری سرگرمی سے اسلام کی اشاعت،توحید وسنت کے فروغ اور مسلک اہل حدیث کے احیاء کے لئے مصروف عمل ہیں۔تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جماعت اہل حدیث نے آزادی ہند،تحریک ختم نبوت،اور دیگر بہت سے ملکی وملی کارناموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

ایک عرصے سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ برصغیر ہندوپاک کی جماعت اہل حدیث کی ایک جامع تاریخ ضبط تحریر میں لائی جائے۔گذشتہ ایک سو سال کے دوران بڑے برے عالی قدر بزرگوں نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا،اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی،شیخ احمد دہلوی،مولانا محمد جوناگڈھی اور مولانا رئیس احمد ندوی نے تاریخ اہل حدیث کے عنوان سے اپنی نگارشات قلم بند فرمائیں۔لیکن تاریخ کی تدوین وترتیب کا قرض جماعت پر باقی رہا جیسا کہ مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس کے ادارہ بحوث الاسلامیہ کی سالانہ رپورٹ (جولائی ۲۰۰۶ء) میں کہا گیا:

برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی تاریخ کی ترتیب ایک اہم اور ضروری علمی منصوبہ ہے اسے جماعت پر قرض سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔افسوس ہے کہ اس وقت جماعتی تاریخ کی بجائے افراد کی تاریخ کو مدون کرنے کا رجحان پیدا ہورہا ہے۔جامعہ سلفیہ بنارس نے اللہ تعالی کی مدد سے جماعتی مدارس اور علمائے جماعت کی تصانیف کے موضوع پر نقش اول کے طور پر کچھ کام کیا ہے لیکن اسے وسعت کے ساتھ مکمل کرنے کی ضرورت ہے یقین ہے کہ اللہ تعالی کی توفیق سے ایسے بندے ضرور اٹھ کھڑے ہوں گے جو اس جماعتی خدمت کے لئے خود کو تیار کریں گے۔(منقول از رپورٹ مزکور)،

اور اللہ تعالی نے یہ جماعتی قرض ادا کرنے کے لئے من حیث لا یحتسب کے زمرے سے اپنے بندے محمد سلیمان اظہر کو بہاء الدین کا روپ دے کر رب لما انزلت الیّ من خیر فقیر کا ورد سکھا کر دشت تنہائی میں کھڑا کر دیا۔ ڈاکٹر محمد بہاء الدین، بابائے تبلیغ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ کے صاحبزادہ گرامی قدر ہیں۔ مسلک اہل حدیث سے شیفتگی انہیں ورثہ میں اپنے عالی قدر والد محترم مولانا گورداسپوریؒ (جو کہ اپنی ذات میں انجمن، اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے تربیت یافتہ اور تاریخ اہل حدیث کا چلتا پھرتا انسائکلو پیڈیا تھا) سے ملی ہے۔ ڈاکٹر صاحب علمائے سلف اور اکابرین جماعت سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ تاریخ اہل حدیث سے انہیں کامل آگاہی ہے۔ اور اس خطے میں وجود پانے والی تحریکوں کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے ہیں۔ اپنے مذہب و مسلک کی کتابوں اور رجال کے بارے میں تو بہت کچھ جانتے ہی ہیں، اغیار کی کتب اور افکار و عقائد سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں۔

میں ڈاکٹر صاحب کی علمی استعداد اور ان کے وسعت معلومات کے چرچے عرصہ دراز سے جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے بعض اساتذہ اور ڈاکٹر صاحب کے پنجاب یونیورسٹی کے کلاس فیلو چوہدری محمد حنیف وینس سے، جو ۱۹۷۰ء کے عشرے میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ناظم جامعہ اور ناظم تعمیرات رہے ہیں (اور طلباء از راہ مزاح انہیں ناظم اِٹ وٹہ کہا کرتے تھے) سے سنتا آیا ہوں (یہ وہ دور ہے جب ڈاکٹر بہاء الدین جامعہ سلفیہ میں انگریزی زبان کے استاد کی حیثیت سے تعینات تھے، اور ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہرؒ، حافظ عبدالحمید ازہر، ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر، چوہدری یسین ظفر، پروفیسر نجیب اللہ طارق، مولانا عبدالرزاق حمزہ، مولانا برق توحیدی، مولانا محمود الحسن غضنفر چکوالی، مولانا حافظ عبدالوارث بلوچ، مولانا داؤد فہیم ہزاروی مرحوم، مولانا عبدالسلام پنا کھہ مرحوم۔ حافظ محمد لقمان غضنفر سلفی مرحوم، مولانا حافظ مسعود عالم شرق پوری، مولانا محمد یونس بٹ، مولانا منیر قاسم، مولانا رفیق عابد، مفتی عبد الحنان، مولانا منیر قمر سیالکوٹی، وغیرھم جامعہ سلفیہ میں مختلف درجات میں زیر تعلیم تھے)۔ دسمبر ۲۰۰۱ء سے میرا ڈاکٹر بہاء الدین صاحب سے ٹیلی فونک رابطہ ہے۔ وہ نہایت علم دوست اور علم پرور انسان ہیں۔

تحریک ختم نبوت، ان کے قلم کا علمی و تاریخی شاہ کار ہے۔ اس میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں جماعت اہل حدیث کی ان خدمات اور سرگرمیوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو ۱۸۹۱ء تا ۱۹۱۲ء کے دورانیہ سے متعلق ہیں۔ اپنے موضوع پر یہ منفرد کتاب ہے، ہندوستان میں اس کی ۱۸ جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور پاکستان میں سترہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ جب کہ ماہنامہ محدث لاہور کی ویب سائٹ پر، نیز مجلہ خاتم النبیین کی ویب سائٹ پر اس کی تیس جلدیں آن لائن ہو چکی ہیں۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ ابھی مزید آگے بڑھے گا۔ اور یہ اتنا بڑا کام ہے کہ اس

کتاب کی جلد ۱۸ مطبوعہ دہلی ۲۰۱۳ء کے مقدمے میں فضیلۃ الشیخ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی ناظم اعلی مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند نے لکھا ہے:

بڑے خوش نصیب اور لائق مبارک باد ہیں وہ لوگ جو اس اہم ترین میدان میں کام کر رہے ہیں۔ خصوصا اس کی تاریخ کی تدوین کے حوالے سے علماء اسلام کی قربانیوں کو منصۂ شہود پر لا رہے ہیں اور اس سمت میں کسی بھی طرح کی قربانی اور سعی فرمارہے ہیں۔ خصوصا عصر حاضر میں اس سلسلہ کی سب سے قد آور شخصیت علامہ ڈاکٹر بہاء الدین سلیمان بن بابا عبداللہ کا کارنامہ عظیم ترین بھی ہے اور اہم ترین بھی۔ جو ہر ناحیہ سے فقید المثال اور عدیم النظیر ہے اور یہ عمل، سر بلندی اور رفعت میں بھی پر بت صفت ہے۔ ثقل و وزن اور عظمت و اہمیت کے لحاظ سے بھی کوہ ہمالہ کے ہم سر و ہم سایہ ہے۔ اس عظیم انسانی کارنامہ اور عمل جلیل و جمیل کے پس پردہ ہمالیائی اور کوہ پیکر عزم و یقین اور سعی و عمل ہے جو سب پر بھاری اور سب سے سربلند ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے

ترى الرجل النحيف فتزدريه . و في أثوابه اسد ضرير

اسپر جس قدر بھی اس پیر جواں مرد کی تعریف کی جائے اور اس پر جتنی مبارکباد دی جائے اور اس کے حق میں جتنی دعائیں کی جائیں، کم ہیں۔

اور علامہ ابن احمد نقوی، تاریخ اہل حدیث جلد پنجم طبع دہلی کے مقدمے میں تحریک ختم نبوت کے تعلق سے لکھتے ہیں:

وہ جو کہتے ہیں کہ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔ برطانیہ میں علامہ ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ نے تحریک ختم نبوت کی ترتیب و تالیف کا تاریخی کارنامہ انجام دیا۔ قادیانیت کے خلاف جماعت اہل حدیث نے جو خدمات جلیلہ انجام دی ہیں وہ ہماری جماعتی اور مسلکی تاریخ کا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ علامہ محمد حسین بٹالوی اور شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہما اللہ نے آغاز سے انجام تک اس شجر خبیثہ کی بیخ کنی کے لئے کام کیا، بلکہ بقول شخصے سر دھڑ کی بازی لگادی اور بالآخر اسے اکھاڑ پھینکا۔ یہ طویل داستان جس شرح و بسط، تاریخی و دستاویزی حوالوں اور شواہد کے ساتھ ڈاکٹر محمد بہاء الدین نے بیان کی ہے، وہ ایک قاموسی کارنامہ ہے۔ اتنا بڑا کام انہوں نے کر دیا ہے کہ آئندہ نسلیں اس پر حیرت بھی کریں گی اور فخر بھی۔

ڈاکٹر محمد بہاء الدین، عمر عزیز کی ۶۵ سے اوپر منزلیں طے کر چکے ہیں۔ اس عمر میں آدمی آرام کا طالب ہوتا ہے لیکن ہمارے ممدوح ڈاکٹر صاحب نہایت عزم و ہمت سے اپنے تصنیفی کام میں مصروف ہیں۔ ان کے رواں اور پر بہار قلم کی دوسری کڑی، تاریخ اہل حدیث، کو ضبط تحریر میں لانا ہے۔

تاریخ اہل حدیث کی اہمیت وافادیت پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے سنجیدگی سے توجہ کی اور اس کام کے لئے مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی برطانیہ گئے اور انہوں نے ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس اہم کام اور ذمہ داری پر راضی کیا۔محترم ڈاکٹر صاحب تاریخ اہل حدیث جلد اول کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

جناب اصغر علی امام مہدی اپنے تبلیغی تحریکی تنظیمی اسفار کے باعث جہان گشت بن چکے ہیں۔ چند ماہ قبل وہ برطانیہ تشریف لائے تو جناب شیر خان جمیل احمد عمری کی مدد سے انہوں نے ہیڈرین وال کے عقب میں چھپے ہوئے اس فقیر بے نوا کو ڈھونڈھ نکالا۔جمیعت اہل حدیث ہند جیسی بڑی تنظیم کے ناظم اعلی کا ہزاروں میل کا سفر کر کے میرے غریب خانہ پر پہنچ جانا، پیادے کے گھر سالار کی تشریف آوری سے کسی طرح کم نہ تھا۔میں اپنی خوبی قسمت پر ناز کر ہی رہا تھا کہ مجھے لیک ڈسٹرکٹ کے افسانوی ماحول میں لے جا کر انہوں نے یہ بتانا شروع کر دیا کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو قائم ہوئے ایک سو سال ہو رہا ہے، لیکن ابھی تک تاریخ اہل حدیث مرتب نہیں ہو سکی۔اس لئے آپ اپنے دیگر کام مؤخر کر کے جماعت کا یہ قرض چکا دیجئے،اور جمیعت اہل حدیث ہند کو اس کے حقوق دے کر ہمیں اس کی اشاعت کا شرف دے دیجئے۔(تاریخ اہل حدیث جلد اول۔ص ۳۳۔۳۴)

یوں مولانا اصغر علی امام مہدی السلفی حفظہ اللہ کی تحریک وتشویق سے یہ مرحلہ طے ہوا۔

ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے جب تاریخ اہل حدیث پر لکھنا شروع کیا تو ان کا اشہب قلم چوکڑیاں بھرنے لگا۔اس کتاب کی پہلی جلد جو دہلی سے ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی ۶۷۵ صفحات پر مشتمل ہے(جب کہ پاکستانی اڈیشن ۷۴۱ صفحات پر محیط ہے جو مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور کی طرف سے شائع ہوا۔)اور تعارفی حیثیت رکھتی ہے۔اس میں حدیث کے لغوی واصطلاحی معنی،عہد صحابہ میں عمل بالحدیث،عہد تابعین میں عمل بالحدیث،عمل بالحدیث کا ہر دور میں وجود،اہل حدیث کی تعریف،اہل حدیث اور وہابی،لفظ وہابی کی تاریخ،ماضی اور حال کے اہل حدیث،شاہ جیلان کا مسلک،برصغیر ہند کے اہل حدیث،اہل حدیث کے عقاید،مقام صحابہ،شرک کی اقسام،بدعت حسنہ،تقویۃ الایمان(تلخیص)رفع الیدین،آمین بالجہر،فاتحہ خلف الامام،طلاق ثلاثہ،سینے پر ہاتھ باندھنا،اور دیگر بہت سے اہم عنوانات پر گفتگو کی گئی ہے۔نیز اس جلد میں حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کی تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین مع اردو ترجمہ،اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی ہدایۃ المعتدی فی القراۃ للمقتدی بھی نقل کر دی گئی ہیں۔اس کے علاوہ حضرت صاحب الولایت مولانا ولایت علی صادقپوری کے فارسی رسالے عمل بالحدیث کو مع اردو ترجمہ نقل کیا کر دیا گیا ہے۔

اس جلد میں دین خالص کا تعارف،قرآن وحدیث کی اولیت واہمیت،سلفیت کا مفہوم اور بعض سلفی اکابر کے حالات(بعض کے اجمالاً اور بعض کے تفصیلاً)بیان کر دیئے ہیں جن میں شاہ محمد اسماعیل،سید اولاد حسن قنوجی،خواجہ الطاف

حسین حالی، محمد بشیر شہید، محمد بشیر الدین قنوجی، مولانا ثناءاللہ امرتسری، مولانا حسن علی صغیر محدث، مولانا محمد سعید بنارسی ، مولانا عبدالحق بنارسی، مولانا عبدالحلیم شرر، مولانا عبداللہ صادق پوری، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا عبیداللہ پائلی، مولانا عنایت علی عظیم آبادی، مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ، شیخ فاخرزائرالہ آبادی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا محمد شاہ جہان پوری، مولانا مسعود عالم ندوی، نواب مہدی علی محسن الملک، مولانا ولایت علی صادق پوری، مولانا یحیٰ علی عظیم آبادی، مولانا ابوالکلام آزاد وغیرھم شامل ہیں۔تاریخ اہل حدیث میں نادرونایاب تحریریں بھی شامل کردی گئی ہیں۔ان سے قارئین گاہے گاہے بازخواں این قصہ پارینہ کالطف اٹھاسکتے ہیں، اوروہ لوگ جو جماعت اہل حدیث سے متعارف ہونا چاہتے ہوں وہ اس جلد کے مطالعہ سے اس کے بنیادی عقاید اعمال وتاریخ اورخدمات سے واقفیت حاصل کرسکیں گے۔ بلاشبہ اس جلد میں سلفیت سے متعلق ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے۔جماعت اہل حدیث سے متعلق یہ ایک اہم تاریخی دستاویز ہے جسے پوری تحقیق سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔

تاریخ اہل حدیث کی جلد دوئم کا دہلی اڈیشن جو ۲۰۰۸ء میں نکلا ۶۵۶ صفحات (اور پاکستانی اڈیشن طبع مکتبہ اسلامیہ لاہور ۷۶۶) پر مشتمل ہے۔اس کے شروع میں مختلف اصحاب علم وفضل کے تاثرات ہیں اور محترم ڈاکٹر صاحب کا نہایت پرمغز اور جامع پیش لفظ ہے جس میں تاریخ اہل حدیث کے بعض گوشوں کو اشارۃً بیان کیا گیا ہے۔اس جلد کے مطالعہ سے یہ بھی انکشاف ہوتا ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب لطیف ادبی ذوق کے حامل ہیں اور انہوں نے تاریخ کے خشک موضوع کو اپنے شگفتہ سلیس اور پر بہار قلم اور اردو زبان وادب کی خوبصورتی سے پرلطف بنادیا ہے۔اس جلد کے بعض ابواب پر ڈاکٹر صاحب نے قرآنی آیات اور عربی محاورات سے عنوانات باندھ کر اپنے نفیس ادبی ذوق کی عکاسی کی ہے۔

اس جلد میں برصغیر میں اسلام کی آمد، اوراس خطے میں آنے والے اولین اہل حدیث حضرات کی تفصیل دی گئی ہے۔ ظلمات بعضها فوق بعض، کے تحت اس خطے میں فقہی جمود، ارکان اسلام پر ہندی فقہاء کی مشق ستم، عائلی زندگی پر ہندی فقہاء کی نظر کرم، اور فقہاء ہند کی قرآن وحدیث سے بے اعتنائی کو احاطہ تسوید میں لایا گیا ہے۔مصابیح اللیل کا عنوان دے کر ایسے علماء آئمہ اور شیوخ کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے ہند کے ظلمت کدہ میں توحید وسنت کی ضیاپاشیاں کیں اور لوگوں کو اسلام کی سچی تعلیم سے آشنا کیا۔ان بزرگوں میں امام حسن صنعانی، خواجہ نظام الدین اولیاء، شیخ شمس الدین ترک، شیخ احمد بن یحیٰ منیری، شیخ محمد طاہر پٹنی، شیخ عبدالحق محدث۔شیخ احمد سرہندی، مرزا مظہر جان جاناں، میر مرتضی واعظ، شیخ ابوالحسن سندھی کبیر، شیخ محمد معین سندھی، شیخ محمد حیات سندھی، شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ عبدالعزیز دہلوی واخوانہ، شاہ محمد اسحاق دہلوی، شاہ محمد اسماعیل دہلوی شامل ہیں۔ افــنـجـعـل

المسلمین کالمجر مین ما لکم کیف تحکمو ن ۔ ام لکم کتاب فیه تد رسون ، کے تحت تکفیری مہم، باب تاویل اور کتب حدیث میں احناف کی طرف سے تحریف کے مجرمانہ فعل کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

جماعت اہل حدیث نے ہند میں مسلک اہل حدیث کی نشأۃ ثانیہ کے لئے احناف سے جو مباحثے اور مناظرے کئے اس کی بھی اچھی خاصی تفصیل اس کتاب میں آگئی ہے اور اس پر ڈاکٹر صاحب نے کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة با ذن الله کا عنوان قائم کیا ہے۔ان مناظروں میں درج ذیل شامل ہیں:

مباحثہ بٹالہ ۱۸۶۸ء (جو مرزا قادیانی اور مولانا محمد حسین بٹالوی کے مابین ہوا) مباحثہ دیو بند (جو مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے مابین ہوا)، مباحثہ امرتسر (جو مولانا عبدالجبار غزنوی اور مولوی حبیب اللہ پشاوری کے مابین ہوا)، مباحثہ فرید کوٹ ۱۸۹۳ء (جو مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی و مولوی ولی محمد حنفی کے درمیان ہوا) مباحثہ مرشد آباد ۱۳۰۵ھ (جو مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی اور مولوی ہدایت اللہ رام پوری و مولوی عبدالحق حقانی وغیرہ کے مابین ہوا)، مباحثہ دارا پور جہلم (جو مولوی برہان الدین و مولوی محمد نعمان کا علماء احناف سے ہوا)، مباحثہ سرائے صالح ہزارہ (جو قاضی محمد خان پوری اور مولوی مظہر جمیل ساکن کھلابٹ کے مابین ہوا)، مباحثہ لاہور (جو مولانا محمد حسین بٹالوی اور انجمن نعمانیہ لاہور کے حنفی علماء کے مابین ہوا)۔

اقلیم ہند میں جماعت اہل حدیث پر بہت سے جھوٹے مقدمات بنائے گئے تھے اور مختلف طریقوں سے اس جماعت کے افراد کو پریشان کرنے کی کوشش کی گئی۔اس سے متعلق ڈاکٹر صاحب نے ۲۰ کے قریب معروف مقدمات کا ذکر کیا ہے اور بعض مقدمات کے فیصلوں کا انگریزی متن بھی دے دیا ہے۔ان مقدمات میں مقدمات امرتسر ۱۸۷۰ء و ۱۸۷۵ء، علو مسجد مدن پورہ بنارس، میرٹھ ۱۸۸۵ء، جلالی پورہ بنارس، تاج پورہ ترہت، اوٹاوہ ۱۸۹۲ء میرٹھ ۱۸۹۲ء، مسجد بند ھانیاں ۱۹۰۲ء، باڑہ در بھنگہ ۱۹۰۲ء، امرتسر ۱۹۱۲ء، سری نگر ۱۹۲۲ء، کاسگنج ۱۹۲۹ء، کیکڑی اجمیر، سملی ضلع پٹنہ، گیا ۱۹۳۶ء۔امرتسر ۱۹۴۲ء شامل ہیں۔

ان مباحث و مقدمات کے علاوہ اس جلد میں فقہی مذاہب، اس خطے میں فقہ حنفی کی ترویج کے اسباب فقہی جمود اور تقلیدی غلو، آٹھویں صدی کی تحریک عمل بالحدیث، اس ضمن میں جبر و تشدد اور اخراج عن المساجد، اشتہار مسائل عشرہ اور ادلہ کاملہ مباحثہ فرید کوٹ سے متعلق غلط بیانی وغیرہ کے عنوانات قائم کر کے تاریخی حقائق صحیح حوالہ جات کی روشنی میں پیش کئے ہیں۔اس جلد کے مطالعہ سے، تحریک عمل بالحدیث، کا خوب صورت پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے۔

تاریخ اہل حدیث کی جلد سوئم کا دہلی اڈیشن جو ۲۰۰۹ء میں نکلا ۸۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے شیخ محمد حیات سندھی کی الایقاف علی سبب الاختلاف، شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحفۃ الموحدین

،شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی کی ایضاح الحق الصریح، سید احمد خان دہلوی ثم علی گڈھی کی راہ سنت در رد بدعت اور کلمۃ الحق، مولانا خرم علی بلہوری کی نصیحۃ المسلمین، سرسید احمد خان اور نواب محسن الملک مہدی علی خان کے مابین ہونے والی خط وکتابت، مکاتبۃ الخلان، بھی نقل کردی گئی ہیں۔ سید اقتدار احمد سہسوانی کی آیات القرآن فی بعض مسائل تقویۃ الایمان، حافظ محمد عبداللہ کی قانون المساجد کونقل کیا گیا ہے۔ یہ وہ کتب ورسائل ہیں جن میں توحید وسنت کا اثبات اور شرک وبدعت کی نکیر کرتے ہوئے اہل حدیث کی دعوت کو پیش کیا گیا ہے۔

پھر اس جلد میں برصغیر ہند کے بعض عظیم رجال اہل حدیث کا تذکرہ اوران کی خدمات بیان کی گئی ہیں جو انہوں نے اس خطے میں عمل بالحدیث کی تحریک کو پروان چڑھانے میں انجام دی ہیں۔ ان بزرگوں میں مولانا سید محمد علی مدراسی، مولانا ولایت علی صادقپوری، حکیم مومن خان مومن دہلوی، مولانا سخاوت علی جون پوری، مولانا عبداللہ الہ آبادی، مولانا سید عبداللہ غزنوی، مولانا منہاج الدین ہزارہ، سید قادر بادشاہ۔ نواب محسن الملک سید مہدی علی خان، مولانا عبدالواجد رحمانی، مولانا سید عبداللہ مدنی، مولانا سید محمد اسماعیل رائے درگ، حافظ عبداللہ کرنولی، ملا حسام الدین مئوی، ابوالمکارم محمد علی، مولانا محمد بن حسام الدین، سید احسان اللہ شاہ راشدی سندھ، مولانا غلام نبی مبارکی کشمیر، مولانا سید ابوالحسن تبتی، مولانا محمد موسی غواڑی بلتستان، مولانا عبدالتواب ملتانی، مولانا قمر الدین ملتانی، مولانا غلام حسن سیالکوٹی، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا علاء الدین گوجرانوالہ، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا نور حسین گرجاکھی، مولانا محمد نعمان جہلمی، جناب اللہ بخش سیکوہری، مولانا محمد عثمان فتح گڈھ چوڑیاں، جناب محمد رفیع تاجر دہلوی، حافظ شیخ رحمۃ اللہ تاجر وزیرآبادی، مولانا عبدالحکیم نصیرآبادی وغیرھم شامل ہیں۔

تاریخ اہل حدیث کی اس جلد میں ڈاکٹر صاحب نے برصغیر کے مختلف بلاد وامصار میں عمل بالحدیث کی ترویج میں اہل حدیث کی مساعی کی تفصیلات دی ہیں۔ ان علاقوں میں مدراس، مبارک پور، میوات، مئو ناتھ بھنجن، جیراج پور، بنگال، سندھ، ملتان، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، کشمیر، بلتستان، سیکوڑی ضلع پٹنہ، ہج ضلع گجرات، کوٹلہ آئمہ جہلم، میاں ضلع جہلم، مغل سرائے، ایل چپور (برار)، رجھت، سالکوٹہ ضلع گوداوری، سملی ضلع پٹنہ، فتح گڈھ چوڑیاں، بردوان ضلع بلیسا بستی، ملتان، سیالکوٹ، گوجرانوالہ وغیرہ شامل ہیں۔

اس جلد میں ڈاکٹر صاحب نے برصغیر ہند میں انیسویں صدی میں دوسرے مکاتب فکر کے علماء سے اہل حدیث علماء کے چند مناظروں کی روئداد بھی نقل کی ہے۔ ان میں سید الطائفہ حضرت شیخ الکل سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کا جامع مسجد دہلی میں مولوی محمد فصیح غازی پوری سے ہونے والا مناظرہ، لدھیانہ کے بعض حنفی بزرگوں سے کاٹھ گڈھ میں ہونے والا شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی کا مناظرہ، اور اخبار مشیر قیصر لکھنؤ کے حنفی اڈیٹر سے ۱۸۸۳ء میں ہونے

والا مولانا محمد حسین بٹالوی کا تحریری مناظرہ قابل ذکر ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے دہلی والا مناظرہ الحیاۃ بعد المماۃ سے نقل کیا ہے اور کانٹھ گڈھ میں ہونے والا مناظرہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے فتاوی سے نقل کیا ہے۔اور اڈیٹر مشیر قیصر سے ہونے والا مناظرہ ماہنامہ اشاعۃ السنہ سے نقل کیا ہے۔

مزید براں ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے بعض مقدمات کی کاروائی اور فیصلے بھی درج کئے ہیں جن سے مسلک اہل حدیث کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔ان مقدمات میں گریڈیہہ (بہار) متھرا، دہرہ دون، سیتامڑھی، آرہ ضلع شاہ آباد، الہ آباد، پھوارہ دربھنگہ، کیندر پاڑا۔باری، دھول پور، کیکڑی، فیض آباد، رائے درگ، اندور، رتلام، دہلی وغیرہ کے مقدمات شامل ہیں۔مولانا ثناء اللہ امرتسری پر ہونے والے قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں ہونے والی عدالتی کار وائی کی تفصیلات بھی ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر سے نقل کردی ہیں۔

تاریخ اہل حدیث کی جلد چہارم کے دہلی ایڈیشن جو صفحات ۸۱۴ پر مشتمل ہے، ۲۰۱۰ء میں نکلا۔اس میں تبیان الشرک از مولانا ولایت علی صادق پوری، بت شکن از مولانا عنایت علی صادق پوری، فیض الفیوض از مولانا فیاض علی صادقپوری، الدرر البہیہ از قاضی محمد بن علی شوکانی، معیار الحق از میاں نذیر حسین محدث دہلوی، ثبوت الحق الحقیق، واقعۃ الفتوی دافعۃ البلوی، نیز سید احمد حسن دہلوی کی تلخیص الانظار فی مابنی علیہ الانتصار، براہین اثنا عشر از سید محمد نذیر سہسوانی، اجتہاد وتقلید از مولانا ثناء اللہ امرتسری شامل کتاب ہے۔معیار الحق کی سابقہ اشاعتوں میں کتابت کی غلطیوں، نیز ترجمہ کی تکرار، اور الجھاؤ کو دور کردیا گیا ہے۔

مجموعی اعتبار سے تاریخ اہل حدیث کا ایک ایک لفظ مسلک اہل حدیث اور تاریخ اہل حدیث کی عکاسی کرتا ہے اس میں مولانا محمد حسین بٹالوی کے ماہنامہ اشاعۃ السنہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر، مولانا محمد جوناگڈھی کے اخبار محمدی دہلی، دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے ماہنامہ محدث، پندرہ روزہ نور توحید لکھنؤ، مسلم اہل حدیث گزٹ دہلی، اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے توحید امرتسر سے بہت سی تحریریں مناسب اڈیٹنگ کے بعد شامل اشاعت کی گئی ہیں اور یوں آنے والی نسلوں کے لئے قافلہ اہل حدیث کے ان مٹ نقوش کو تاریخ اہل حدیث کے صفحات پر مرتسم کردیا گیا ہے۔

تاریخ اہل حدیث ڈاکٹر صاحب کی حیرت انگیز اور عظیم علمی کاوش ہے اس پر وہ بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ڈاکٹر صاحب کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کی اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔آمین۔والسلام۔

(مولانا) محمد رمضان یوسف سلفی۔نمائندہ جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان۔۱۴ دسمبر ۲۰۱۳ء